اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ (حدیث نبوی)

امیر المومنین سیدنا
عمر بن الخطاب الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ
کے یوم شہادت کی تحقیق

تصنیف لطیف

شیخ الحدیث والتفسیر

مفتی نذیر احمد سیالوی دامت برکاتہم العالیہ

جامعہ محمدیہ معینیہ فیصل آباد

اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائیل میں فری حاصل کرنے کے لیئے

ٹیلیگرام چینل لنک

https://t.me/tehqiqat

آرکاریو لنک

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلوگسپوٹ لنک

https://ataunnabi.blogspot.com/?m=1

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	عظمتِ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک جھلک	۷
۲	کتنے عظیم ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۸
۳	خلافتِ نبوت کا عہد مبارک	۱۱
۴	سخن اوّلین	۱۵
۵	امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت	۱۶
۶	تاریخی اقوال کے بارے میں ضروری وضاحت	۱۷
۷	اکابر ائمۂ کرام و مؤرخین حضرات کی ایک جماعت کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم ہی قول راجح ہے	۱۹
۸	حقائق مذکورہ پر دلائل کا روشن بیان	۲۰
۹	بعض ائمۂ کرام کی تصریح کہ یکم محرم سنہ 24ھ کو تدفین پر اجماع ہے	۲۵
۱۰	نتیجۂ کلام اور یکم محرم یوم شہادت ہونے کا اثبات	۲۶
۱۱	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم ہونے پر تصریحات اکابر	۲۷
۱۲	ضروری توضیح	۳۱
۱۳	26 یا 27 ذوالحج کو شہادتِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کی حقیقت	۳۲
۱۴	ازالۂ شبہات	۳۴
۱۵	شبہ نمبر 1	۳۴

۱۶	شبہ نمبر 2	۳۷
۱۷	شبہ نمبر 3	۳۹
۱۸	شبہ نمبر 4	۴۳
۱۹	شبہ نمبر 5	۴۵
۲۰	شبہ نمبر 6	۴۸
۲۱	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم شہادت کے بارے میں دوسرا قول ذوالحج کی آخری تاریخ ہے۔	۵۰
۲۲	ازالۂ شبہ	۵۱
۲۳	آخری گزارشات	۵۲
۲۴	مسئلۂ افضلیت	۵۴
۲۵	ضروری تنبیہ	۵۵
۲۶	حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بہتان اور غلط بیانی کی انتہاء	۵۶
۲۷	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر بہتان عظیم	۵۶
۲۸	نعرۂ تحقیق پر طعن کی حقیقت	۵۸
۲۹	جشن عید غدیر کی بدعت	۶۱
۳۰	مختصر تعارف: مناقب الخلفاء الراشدین	۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجعین

عظمتِ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک جھلک:

خلیفہ راشد امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ مبارک انسان ہیں جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دستِ سوال دراز فرما کر مانگا ہی غلبہ اسلام کے لیے۔

دعائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ۔

(رواہ الحاکم عن ابن عباس والطبرانی عن ابی بکر الصدیق وثوبان رضی اللہ عنہم)

ترجمہ: یا اللہ خاص طور پر عمر بن الخطاب کو قبولِ اسلام اور نعمتِ ایمان سے مشرف فرما کر اسلام کو غلبہ عطاء فرما۔

جب آپ نے اسلام قبول کیا تو دارِ ارقم میں موجود حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تکبیر بلند کی (بلند آواز سے اللہ اکبر کہا) جسے اہل مکہ نے سنا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جس دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے اسی دن سے غلبۂ اسلام کا آغاز ہو گیا۔ آپ کے قبول اسلام سے پہلے مومنین بیت اللہ شریف کے پاس عبادت کرنے پر قادر نہ تھے بلکہ اسلام کی علانیہ تبلیغ اور دعوت دینے پر بھی قادر نہیں تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو اسی نشست میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! السنا علی الحق؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

توآپ نے فرمایا: ''بلی'' کیوں نہیں، ہم ضرور حق پر ہیں تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ففیم الاخفاء؟ پھر دین کو چھپانا کس لیے ہے؟

(حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے لقب فاروق کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا) پھر ہم دو صفوں میں نکلے ایک میں میں تھا اور دوسری میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے تین دن قبل اسلام قبول کر چکے تھے) حتی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہو گئے تو قریش نے میری طرف اور حمزہ کی طرف دیکھا تو انہیں ایسا شدید غم اور رنج پہنچا کہ اس جیسا سخت غم اور رنج انہیں پہلے نہیں پہنچا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن میرا نام ''الفاروق'' رکھا۔ اس لیے کہ آپ نے اسلام کو ظاہر کیا اور حق و باطل کے درمیان (علانیہ) فرق کر دیا۔ (اخرجہ ابو نعیم وابن عساکر)

کتنے عظیم ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بزار اور حاکم نے افادۂ تصحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے کہا: ''قد انتصف القوم الیوم منا'' آج قوم (مومنین) نے ہم سے اپنا حق پورا لے لیا ہے۔ آج مسلمان ہمارے برابر ہو گئے ہیں۔ نصف طاقت ہمارے پاس اور نصف مسلمانوں کے پاس ہو گئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الانفال 64:8)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تمہیں کافی ہے اور جو مومنین تمہاری پیروی کر چکے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے قبل صرف چالیس مرد اور

گیارہ خواتین مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور مردوں میں اکتالیسویں آپ ہیں جبکہ دوسری طرف مشرکین ہزاروں کی تعداد میں تھے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر انہوں نے اعتراف کیا:

''قد انتصف القوم الیوم منا'' (ترجمہ گزر چکا ہے)

اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (الانفال 64:8)

(ترجمہ قریب ہی گزر چکا ہے)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مکہ میں اسلام ظاہر ہوا اور مومنین بڑے خوش ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کان اسلام عمر فتحا و کانت هجرته نصرا و کانت امامته رحمة و لقد رایتنا و ما نستطیع ان نصلی الی البیت حتی اسلم عمر فلما اسلم عمر قاتلهم حتی ترکونا فصلینا۔ (اخرجه ابن سعد و الطبرانی)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسلام فتح تھی اور ان کی ہجرت نصرتِ الٰہی تھی اور ان کی امامت وخلافت رحمت تھی اور میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ ہم بیت اللہ شریف کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، پھر جب آپ مشرف بہ اسلام ہوئے تو آپ کفار سے لڑتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے درپے ہونا چھوڑ دیا تو ہم نے بیت اللہ شریف کے پاس نماز پڑھی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لما اسلم عمر كان الاسلام كالرجل المقبل لا

يزداد الا قربا فلما قتل عمر كان الاسلام كالرجل المدبر لا يزداد الا بعدا۔ (مستدرک 299/3)

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اسلام سامنے آنے والے مرد کی طرح ہو گیا جو زیادہ قریب ہی ہوتا چلا آتا ہے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام واپس جانے والے شخص کی طرح ہو گیا جو زیادہ دور ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لما اسلم عمر رضی اللہ عنہ اظهر الاسلام و دعا اليه علانية و جلسنا حول البيت وطفنا بالبيت وانتصفنا من غلظ علينا۔ (اخرجه ابن سعد)

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اسلام ظاہر کیا اور اس کی علانیہ دعوت دی اور ہم بیت اللہ شریف کے اردگرد حلقے بنا کر بیٹھتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے اور جو شخص ہم پر سختی (زیادتی) کرتا تو ہم اس سے بدلہ لے لیتے۔

انہی ارشادات صحابہ کرام سے عظمتِ فاروقی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب آغاز ہی اس شان سے ہے تو بعد میں آپ کی اسلامی خدمات اور اہل اسلام کو نفع پہنچانے کا کیا عالم ہوگا؟ سات سال سے زیادہ عرصہ ہجرت سے پہلے اور تیئس سال ہجرت کے بعد غلبۂ اسلام کے لیے آپ کے وہ عظیم کارنامے ہیں جن سے تاریخ اسلامی کے صفحات چمک رہے ہیں ان پر انہیں جس قدر خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔

تمام غزوات میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشیر خاص تھے اور دونوں نفوس قدسیہ کو جملہ غزوات میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نمایاں شان سے شرکت کی سعادت حاصل رہی۔

خلافتِ نبوت کا عہد مبارک:

جب حضرت سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم ﷛ امیرالمؤمنین اور خلیفہ بنے تو خلافتِ نبوت کا حق ادا کیا۔آپ کے زمانۂ خلافت میں فتوحات اس کثرت اور سرعت سے ہوئیں کہ عقل انسانی محوحیرت ہے حتیٰ کہ اس وقت کی دنیا کی دو سپر طاقتیں روم اور فارس بھی فتح ہوگئیں اور وہاں اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔اور پھر لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی وسیع و عریض اسلامی سلطنت میں نظامِ مصطفیٰ اپنی معنوی اور حقیقی صورت میں اپنے تمام تر محاسن کے ساتھ رائج تھا اور خلق خدا اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو رہی تھی۔

اور فرمانِ خداوندی:

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

(توبہ 9 آیت 33، فتح 48 آیت 28، صف 61 آیت 9)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے۔

کا عملی ظہور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور نبی کریم ﷺ کی نظر عنایت سے خلافتِ فاروقی میں بدرجہ اتم واحسن ہوا، حتیٰ کہ غلبۂ اسلام اور خلیفۂ رسول کی خداداد ہیبت سے شاہانِ عالم لرزہ براندام تھے۔سیدنا فاروق اعظم ﷛ کے لشکر خدائی لشکر تھے جس کی وجہ سے نصرت الٰہی ان کے شامل حال اور کامیابی ان کے قدم چومتی اور آپ کی ذات اقدس مسلمانوں کے لیے امن وامان اور سلامتی کی ضمانت تھی حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان اقدس کے مطابق آپ کی ذات اقدس امت مسلمہ اور فتنوں کے درمیان بند دروازہ تھی۔ (صحیح البخاری)

اسی وجہ سے آپ کی حیات طیبہ میں امت مسلمہ فتنوں سے محفوظ رہی۔ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام اور اہل اسلام کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امتِ مسلمہ پر سب سے زیادہ احسانات حضرات شیخین کریمین سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہی کے ہیں۔ چشم فلک نے ان جیسا خلیفہ نہیں دیکھا۔

امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ ماسوائے امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آپ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مقتدا اور امام ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشمول حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم فرمایا۔

"فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر"۔ (ترمذی)

ترجمہ: پس ان دونوں کی اقتداء کرو جو میرے بعد (یکے بعد دیگرے میرے خلیفہ) ہیں ابوبکر و عمر کی (رضی اللہ عنہما)۔

حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں اور جوانوں کے سردار ہیں۔ جیسا کہ بنفس نفیس حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے:

ھذانِ سیدا کھول اھل الجنۃ و شبابھا بعد النبیین والمرسلین۔
(فضائل الصحابہ 195/1 اسنادہ حسن)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں لیکن حضرات شیخین کریمین

رضی اللہ عنہما تو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بھی سردار ہیں "مناقب الخلفاء الراشدین" میں اس حدیث شریف کے بارے میں تفصیلی کلام ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ماسوائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پوری امت مسلمہ کے مردوں میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارے اور محبوب ہیں۔(صحیح البخاری)

اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی تواتر کے ساتھ مروی ہے۔متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی حدیث صحیح ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ (ترمذی، مستدرک، طبرانی)

ترجمہ: اگر میرے بعد نبی ہوتا تو ضرور عمر بن الخطاب ہوتا۔

یہ ایک حدیث ہی عظمتِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بیان میں کافی ووافی ہے اس میں جس جامعیت کے ساتھ آپ کی ذات اقدس میں پائے جانے والے کمالات کا بیان فرمایا گیا ہے وہ ہزاروں مناقب کا مجموعہ ہے۔حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جس راستے میں چلتے شیطان وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے میں چلتا ہے۔(صحیح بخاری ومسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔

(رواہ الترمذی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ واحمد والبزار عن ابی ھریرۃ والطبرانی عن جماعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بہ۔

(رواہ ابن ماجۃ والحاکم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور اس کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(دوسری روایت)

بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے وہ قول حق کہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ امیر المؤمنین امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد امت مسلمہ کے سب سے بڑے محسن، سب سے بڑے فقیہ اور عالم اور امت مسلمہ کے سب سے بڑے عادل اور زاہد اور سب سے بڑے فاتح اور اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں سب سے شدید اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب کے مقتدا اور سب سے افضل اور اعظم امیر المؤمنین عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

جزاہ اللہ تعالیٰ وسائر الخلفاء الراشدین المھدیین احسن الجزاء ورفع درجاتھم وافاض علینا من برکاتھم۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علیھم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

قال اللہ تعالیٰ: اُدع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة۔

و قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلك اضعف الایمان۔ (رواہ مسلم)

سخن اوّلین:

اہل اسلام سے ہمدردانہ گزارش ہے کہ قرب قیامت کا دور ہے اور طرح طرح کے فتنے برپا ہو رہے ہیں علمائے راسخین ربانیین کا وجود بہت کم ہو رہا ہے اور جہل عام۔ علم و تحقیق کے نام پر بھی گمراہی پھیلائی جارہی ہے عقائد و اعمال میں فساد کا رواج عام ہو رہا ہے اس لیے بالخصوص عوام الناس کو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ عقائد و اعمال کی درستگی ہر حال میں لازم و ضروری ہے تبھی تو انسان صراط مستقیم پر سمجھا جائے گا جس کی ہدایت کی ہر نماز میں دعا مانگتا ہے۔

تحقیق جدید کے نام سے ایک کتابچہ سامنے آیا ہے جس میں متعدد مسائل میں مذہب مہذب اہل سنت کے خلاف گمراہی کی تبلیغ کی گئی ہے اس لیے اس کو تحقیق کہنا تو لفظ تحقیق کی توہین ہے البتہ تحقیق کے نام پر تضلیل (گمراہ کرنا) ضرور ہے اس لیے فقیر راقم الحروف نے فرمان نبوی:

"من رای منکم منکرًا الحدیث"، اور "الدین النصیحة الحدیث"، پر

عمل کرتے ہوئے مصنفِ تحقیق جدید اور عوام اہل سنت کی خیر خواہی کے لیے نہایت اختصار کے ساتھ ان مسائل کی حقیقی صورت حال واضح کرنا ضروری سمجھا، وباللہ التوفیق

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت:

اکابر ائمہ کرام کی ایک جماعت کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت یکم محرم الحرام سنہ 24ھ کو ہوئی۔ لہٰذا اس دن کو آپ کا یوم شہادت قرار دینا ایک حقیقت واقعیہ کا بیان ہے اور اس موقع پر آپ کی عظمت وشان کے بیان کے لیے محافل کے انعقاد کا اہتمام کرنا نہایت موزوں اور مناسب اور بے شمار رحمتوں اور برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔

آپ کا یوم شہادت یکم محرم الحرام ہونے پر اکابر ائمہ اعلام اور مورخین حضرات کی تصریحات موجود ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس تحقیق جدید میں یکم محرم الحرام کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر خیر بند کروانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور غلط بیانی کی انتہاء کر دی ہے۔

اس میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم الحرام ہونے کا نہ صرف انکار کیا ہے بلکہ خارجی ملاؤں کا قول قرار دیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اور اس موقف پر جو حوالہ جات پیش کیے ہیں ان میں سے سوائے ایک غلط اور مردود قول کے باقی کسی عبارت میں یکم محرم یوم شہادت ہونے کی نفی ہرگز نہیں ہے بلکہ اکثر و بیشتر عبارات سے یکم محرم یوم شہادت ہونا ہی ظاہر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ تحقیق جدید والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یکم محرم کو امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر کرنے سے منع کرنا اور اس کے بند کروانے

کے لیے رسالہ لکھنا اور اس تاریخ کو یوم شہادت سمجھنا اور ذکر شہادت کرنا خارجیت کی سازش میں مبتلا ہونا قرار دینا اور اس تاریخ کا یوم شہادت ہونا خارجی ملاؤں کا اختراع کردہ (من گھڑت) قول قرار دینا یہ سب مذہب اہل سنت کے صریحاً خلاف ہے اور گمراہی کی تبلیغ ہے۔

تاریخی اقوال کے بارے میں ضروری وضاحت:

اہل علم حضرات پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے کہ بعض اوقات کسی حادثہ کے بارے میں تاریخی روایات اور اقوال متعدد اور مختلف ہوتے ہیں تو تحقیق سے مطلوب حقائق وشواہد کی روشنی میں ان میں سے صحیح قول کی تعیین ہے اور ان حقائق وشواہد کو پیش کرنا ہے۔صرف نقلِ اقوال کا نام تحقیق نہیں ہے۔اگر یہی تحقیق ہے پھر تو عربی کتب کے اردو تراجم سے جو شخص اقوال نقل کردے وہی محقق ہے اگرچہ اس میں عربی عبارات سمجھنے اور تراجم میں غلط اور صحیح کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت بھی نہ ہو۔اگر یہی معیار تحقیق ہے تو ایسا محقق گمراہ ہی کرے گا اس لیے کہ بعض کتب میں غلطی سے کسی قول کے اتفاقی ہونے کا دعویٰ کردیا جاتا ہے حالانکہ حقائق وشواہد کی روشنی میں اس قول کا اتفاقی اور غیر اختلافی ہونا تو درکنار اس کا باطل اور غلط ہونا واضح ہوتا ہے۔جیسا کہ بعض کتب میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت 28 ذوالحج ہونا اتفاقی امر قرار دیا گیا ہے حالانکہ یہ قول سراسر باطل ہے تو اس پر اہل علم کا اتفاق کیونکر ممکن ہے۔نیز دیگر متعدد اقوال موجود ہونا بھی اس دعوائے اتفاق کے باطل ہونے پر واضح دلیل ہے۔

ایسے ہی بعض کتب میں 26 یا 27 ذوالحج کو یوم شہادت قرار دیا ہے۔اگرچہ اس کے اتفاقی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا ہے مگر ہے یہ بھی غلط اور باطل۔البتہ بعض ائمہ کرام نے اس قول کی توجیہ یہ کی ہے کہ 26 یا 27 ذوالحجہ کو شہادت ہونے سے مراد زخمی کیا جانا ہے۔

فقیر راقم الحروف کہتا ہے یہ توجیہ نہایت ہی معقول ہے اور متعین ہے اس لیے کہ ائمہ کرام وعلماء اعلام کے بارے میں حسن ظن بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ یہی ان کی مراد ہے۔

کیونکہ حقائق مشہورہ ان پر کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں۔

نیز جب ان ائمہ کرام کے نزدیک بھی تدفین یکم محرم الحرام کو ہوئی ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ شہادت سے ان کی مراد وفات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ شہادت کے بعد کم از کم تین یا چار دن تدفین مؤخر کی گئی جبکہ یہ بات کوئی صاحب عقل وخرد بقائمی ہوش وحواس نہیں کہہ سکتا۔

ایسے ہی ذوالحج کی آخری تاریخ یوم شہادت ہونے پر اجماع اور اتفاق کا دعویٰ بھی ہرگز درست نہیں ہے کیونکہ کثیر ائمہ کرام کا موقف اس کے خلاف ہے نیز 23 یا 24 ذوالحج کو آپ کے زخمی کیے جانے والی روایت بھی درست نہیں ہے ایسے ہی بعض دوسرے اقوال بھی۔

مختصراً یہ کہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم ﷛ کے یوم شہادت کے بارے میں حقائق وشواہد کی روشنی میں صرف دو قول: نمبر 1: یکم محرم الحرام، نمبر 2 ذوالحج کی آخری تاریخ ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک کے قائلین بکثرت ائمہ کرام ہیں لہذا ان میں سے ایک کی ترجیح ثابت کرنے کی ضرورت ہے باقی اقوال حقائق مشہورہ کے سراسر خلاف ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب دلائل سے واضح ہو جائے گا۔

وباللہ التوفیق۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔

اکابر ائمۂ کرام و مؤرخین حضرات کی ایک جماعت کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم ہی قول راجح ہے:

اس حقیقت کو جاننے کے لیے چند حقائق پیش نظر رکھنا لازم اور ضروری ہے۔

نمبر 1: جمہور ائمۂ کرام اور محققین مؤرخین کی تحقیق یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، 23 سنہ ھ 26 ذوالحج بروز بدھ نماز فجر پڑھانے کے دوران زخمی کیے گئے۔ یہ حقیقت صرف کتب تواریخ اور سیر ہی سے نہیں بلکہ کتب احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جبکہ بعض کا قول یہ ہے کہ بدھ کے دن 27 ذوالحج تھی جب یہ حادثہ پیش آیا۔

نمبر 2: کتب احادیث و تواریخ و سیر میں تصریح ہے کہ زخمی کیے جانے کے بعد تین راتیں آپ زندہ رہے۔

نمبر 3: زخمی حالت میں مسجد نبوی شریف سے گھر منتقلی کے بعد خلافت اور دیگر اہم اُمور کے بارے میں آپ نے وصیتیں اور ارشادات فرما دیئے تھے۔ کتب احادیث و تواریخ و سیر میں اس کی تصریحات ہیں۔

نمبر 4: 24 سنہ ھ یکم محرم الحرام کو آپ کی تدفین ہونے پر جمہور ائمۂ کرام و مؤرخین حضرات کا اجماع اور اتفاق ہے۔ رہا یہ امر کہ یکم محرم کو دن کون سا تھا؟ تو وہ گزشتہ اختلاف (کہ بدھ کے دن ۲۶ ذوالحج تھی یا ۲۷) کے تناظر میں واضح ہے۔ جن علماء اعلام کی تحقیق یہ ہے کہ بدھ کے دن ۲۶ ذوالحج تھی انہوں نے کہا: اتوار کے دن یکم محرم تھی۔ اور جن علمائے کرام کا قول یہ ہے کہ کہ بدھ کے دن ۲۷ ذوالحج تھی تو انہوں نے کہا ہفتے کے دن یکم محرم تھی اس لیے کہ ذوالحج ۲۹ دن کا تھا (یہ کلام صرف اقوال معتبرہ میں ہیں)

نمبر 5: حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ شہادت کے بارے

میں اگر چہ متعدد اقوال ہیں لیکن ان میں سے صرف دو قول ایسے ہیں جن کا حقائق مذکورہ کے ساتھ تناسب ہے (۱) یکم محرم الحرام (۲) ذوالحج کی آخری تاریخ

ان میں سے ہر ایک کے بارے میں ائمۂ کرام و مؤرخین حضرات کی تصریحات ہیں۔ اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ یکم محرم یوم شہادت ہونے کا کوئی حوالہ ہی نہیں ہے سراسر غلط بیانی اور بد ترین علمی خیانت ہے یا جہالت ہے۔

نمبر 6: حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے بارے میں یکم محرم کے ساتھ وقت کی تعیین کے حوالے سے بکثرت ائمۂ کرام و مؤرخین حضرات نے یہ تصریح بھی نقل کی ہے کہ یکم محرم کی صبح اتوار کے دن آپ کی تدفین کی گئی۔

حقائق مذکورہ پر دلائل کا روشن بیان:

نمبر 1: حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ متوفی 241ھ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قال: فخطب الناس یوم الجمعة واصیب یوم الاربعاء۔

(مسند امام احمد 204/1)

ترجمہ: معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

پس حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بروز جمعہ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور بدھ کے دن آپ زخمی کیے گئے۔

فائدہ عظیمہ:

اس خطبہ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبرِ نبوی اپنی شہادت کا وقت قریب آنے کی وضاحت فرمائی ہے اور اپنے خواب کا ذکر فرمایا: کہ سرخ مرغ نے مجھے دو مرتبہ چونچ

ماری ہے اور یہ خواب میں نے حضرت اسماء بنت عمیس زوجۂ سیدنا ابوبکر صدیق ﷝ کو بیان کیا تو انہوں نے کہا: "یقتلك رجل من العجم" آپ کو ایک عجمی مرد شہید کرے گا۔

پھر فرمایا: لوگ مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ میں خلیفہ مقرر کر دوں اور بیشک اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہیں فرمائے گا اور نہ اس خلافت کو جس کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔

وان یعجل بی امر فان الشوریٰ فی هؤلاء الستة الذین مات نبی الله ﷺ وهو عنهم راض فمن بایعتم منهم فاسمعوا له واطیعوا. الحدیث.
(مسند امام احمد 203/1 اسنادہ صحیح)

ترجمہ: اور اگر میرے ساتھ جلدی کوئی حادثہ پیش آجائے تو شوریٰ ان چھ صحابہ کرام میں ہے جن کی یہ عظمت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ آپ ان سے راضی تھے تو ان میں سے تم جس کی بیعت کرو اس کا امر سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ امرِ خلافت کے بارے میں آپ نے صرف زخمی کیے جانے کے بعد ہی ارشادات نہیں فرمائے بلکہ اس سے چند روز قبل خطبۂ جمعہ میں بھی وضاحت فرما چکے تھے۔

نمبر 2: حضرت امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ﷫ متوفی 256ھ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عمرو بن میمون ﷫ سے روایت کیا ہے۔

قال رأیت عمر بن الخطاب رضی الله عنه (الی ان قال) غداة اصیب (الی ان قال) فما هو الا ان کبر فسمعته یقول قتلنی او اکلنی الکلب حین طعنه. الحدیث.
(صحیح البخاری مع العمدة 208-209/16).

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا (تا) اس صبح جب آپ زخمی کیے گئے (تا) آپ نے تکبیر تحریمہ ہی کہی تھی تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے کتے نے قتل کر دیا ہے یا فرمایا: مجھے کتے نے کھا لیا ہے۔ جس وقت کہ اس (فیروز نامی شقی) نے آپ کو خنجر مار کر زخمی کر دیا۔

راقم الحروف کہتا ہے صحیح البخاری کی اس طویل حدیث میں خلافت اور دیگر ضروری اُمور کے بارے میں آپ کے ارشادات کا مفصل بیان ہے۔

حضرت امام بدر الدین محمود بن احمد عینی رضی اللہ عنہ متوفی 855ھ نے حدیث مذکور کے تحت فرمایا:

هذه القصة كانت فی اربع بقين من ذی الحجة سنة ثلاث وعشرين۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 210/16)

ترجمہ: یہ قصہ معرض وجود میں آیا جبکہ سنہ 23ھ ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں (یعنی 26 ذوالحجہ تھی)

نمبر 3: امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری نے حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری سے روایت کیا ہے:

قال: اصيب عمر رضی اللہ عنہ يوم الاربعاء لاربع ليال بقين من ذی الحجة۔

(المستدرک 98/3)

ترجمہ: حضرت معدان بن ابی طلحہ نے کہا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدھ کے دن زخمی کیے گئے جبکہ ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں (ذوالحج کی 26 تاریخ تھی)

نمبر 4: حضرت امام حسین بن محمد قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

وقال سعد بن ابی وقاص طعن عمر یوم الاربعاء لاربع لیال بقین من ذی الحجة سنة ثلاث وعشرین من الهجرة، کذا فی التذنیب ودفن یوم الاحد صبیحة هلال المحرم وقیل لثلاث بقین منه۔ (تاریخ الخمیس 250/2)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدھ کے دن زخمی کیے گئے جبکہ ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں 23ھ تذنیب میں اسی طرح (لکھا) ہے اور اتوار کے دن یکم محرم کی صبح آپ دفن کیے گئے۔اور کہا گیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے جبکہ ذوالحج کی تین راتیں باقی تھیں۔

نمبر 5: امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

قال: عاش عمر ثلاثا بعد ان طعن ثم مات فغسل وکفن۔
(المستدرک 98/3)

ترجمہ: آپ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زخمی کیے جانے کے بعد تین راتیں زندہ رہے پھر وفات پائی پس غسل اور کفن دیئے گئے۔

نمبر 6: حضرت امام محمد بن سعد ہاشمی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 230ھ نے حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت امام اسماعیل بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 134ھ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

طعن عمر بن الخطاب یوم الاربعاء لاربع لیال بقین من ذی الحجة

سنة ثلاث و عشرين و دفن يوم الاحد صباح هلال المحرم سنة اربع و عشرين۔ (طبقات کبریٰ 278/3)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی روایت کے تحت ترجمہ گزر چکا ہے، اس میں بھی تصریح ہے کہ محرم کے چاند کی صبح یعنی یکم محرم کی صبح اتوار کے دن 24 سنہ ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی۔

نمبر 7: امام ابو زید عمر بن شبہ نمیری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 262ھ کی تصنیف لطیف: تاریخ المدینۃ المنورۃ (943-944/3) میں بعینہ یہی عبارت ہے جو طبقات کبریٰ سے نقل کی گئی ہے۔

نمبر 8: حضرت امام مفسر و محدث و مؤرخ ابوجعفر محمد بن جریر طبری قدس سرہ العزیز متوفی 310ھ کی تصنیف: (تاریخ الطبری 193/3) میں بھی طبقات کبریٰ والی عبارت بعینہ مکتوب ہے۔

نمبر 9: حضرت امام مؤرخ ابوالحسن علی بن محمد جزری قدس سرہ العزیز متوفی 630ھ کی تصنیف: (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ 166/3) میں طبقات کبریٰ والی عبارت بعینہ ہے۔

نمبر: 10: محدث و مؤرخ علامہ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ کی شہرۂ آفاق تصنیف: (البدایۃ والنہایۃ 269/7) میں بھی بعینہ یہ عبارت ہے۔

نمبر 11: حضرت امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صاحبِ مشکوٰۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: طعنه ابولؤلؤة غلام مغيرة بن شعبة بالمدينة يوم الاربعاء لاربع بقين من ذی الحجة سنة ثلث و عشرين و دفن يوم الاحد غرة المحرم

سنة اربع و عشرین۔ (الاکمال فی اسماء الرجال ص 602)

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤہ نے مدینہ منورہ میں بدھ کے دن خنجر مار کر زخمی کر دیا جبکہ 23 سنہ ھ کے ذوالحجہ کی چار راتیں باقی رہتی تھیں۔ اور اتوار کے دن یکم محرم 24 سنہ ھ کو آپ کی تدفین کی گئی۔

بعض ائمہ کرام کی تصریح کہ یکم محرم 24 سنہ ھ کو تدفین پر اجماع ہے:

نمبر 1: حضرت امام زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی قدس سرہ العزیز متوفی 806ھ نے فرمایا:

واتفقوا علی انہ دفن مستہل المحرم سنة اربع وعشرین:

(شرح التبصرة والتذکرة 303/2)

ترجمہ: اور ائمہ کرام وعلماء اعلام نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یکم محرم 24 سنہ ھ کو دفن کیے گئے۔

فائدہ:

حضرت امام زین الدین عراقی رضی اللہ عنہ اکابر ائمہ کرام کے استاذ ہیں حضرت شیخ الاسلام امام بدرالدین عینی اور حضرت شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحیح البخاری اول تا آخر حضرت امام زین الدین عراقی قدس سرہ العزیز سے پڑھی ہے اور عمدۃ القاری و فتح الباری حضرت عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات کی مظہر ہیں۔

نمبر 2: حضرت امام زین الدین محمد عبدالرحیم بن ابی بکر عینی قدس سرہ العزیز متوفی 893ھ رقمطراز ہیں:

واتفقوا علی انہ دفن فی مستہل المحرم سنة اربع وعشرین۔

(شرح الفیۃ العراقی ص 365) ترجمہ گزر چکا ہے۔

تنبیہ:

ان اکابر ائمہ کی عبارت میں اجماع اور اتفاق سے مراد جمہور کا اجماع اور اتفاق ہے۔

نتیجہ کلام اور یکم محرم یوم شہادت ہونے کا اثبات:

ا: بحمد اللہ تعالیٰ جب کتب احادیث وتواریخ وسیر سے یہ حقیقت ثابت ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، 23 سنہ ھ بروز بدھ نماز فجر کے دوران زخمی کیے گئے جبکہ ذوالحج کی چار راتیں باقی تھیں یعنی ذوالحج کی 26 تاریخ تھی۔ اور کثیر ائمہ کرام نے یہ تصریح بھی نقل کی ہے کہ یکم محرم الحرام اتوار کی صبح آپ کی تدفین ہوئی۔ تو اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ ذوالحج کا چاند 29 دن کا تھا تبھی تو اتوار یکم محرم بنتی ہے۔ اور جو چار راتیں باقی ہونے کا ذکر ہے تو اس سے تاریخ کا بیان مقصود ہے یعنی 26 ذوالحج۔

ب: اور کتب احادیث وتواریخ وسیر میں یہ بھی تصریح ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زخمی کیے جانے کے بعد تین راتیں زندہ رہے۔

ج: اور کتب احادیث وتواریخ وسیر سے یہ حقیقت بھی ثابت ہے کہ آپ کو مسجد سے گھر لائے جانے کے بعد آپ نے خلافت اور دوسرے ضروری معاملات کے بارے میں ارشادات اور وصیتیں فرمادی تھیں حتی کہ صحیح البخاری میں بھی اس کا مفصل بیان ہے

ان حقائق سے ہر ذی شعور انسان بخوبی سمجھ رہا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو جانے کے بعد آپ کی تدفین میں تاخیر کی کوئی وجہ نہ تھی۔ کیونکہ ایک تو زخموں کی شدت اور سنگینی اور پھر ان پر تین راتیں گزر چکی تھیں اور آپ

نے خلافت اور دوسرے اہم معاملات کے بارے میں پوری تسلی سے اپنے ارشادات اور وصیتیں بھی پہلے ہی دن کے شروع میں فرمادی تھیں۔

اور شرعی طور پر بھی تدفین میں جلدی کرنے کا حکم ہے۔اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بلاوجہ اس میں تاخیر کرنا متصور ہی نہیں ہوسکتا۔جبکہ کثیر ائمہ کرام اور مؤرخین حضرات نے یکم محرم الحرام اتوار کی صبح آپ کی تدفین ہونے کی تصریح بھی نقل کی ہے۔

توان حقائق سے واضح ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت اگر ذوالحج کی آخری تاریخ میں ہوتی تو آپ کی تدفین یکم محرم اتوار کی صبح تک مؤخر نہ کی جاتی کیونکہ آپ کی تدفین میں تاخیر کا کوئی عذر نہیں تھا۔پس آپ کی شہادت محرم الحرام کی چاند رات اتوار کی شب میں ہوئی جس کی وجہ سے آپ کی تدفین اتوار کی صبح عمل میں لائی گئی۔واللہ تعالیٰ اعلم

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم ہونے پر تصریحات اکابر:

نمبر 1: عظیم محدث ومفسر ومؤرخ حضرت امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری قدس سرہ العزیز متوفی 310ھ نے فرمایا:

قال ابو جعفر: و قد قیل ان وفاته كانت فی غرة المحرم سنة اربع و عشرین۔

ذكر من قال ذلك:

حدثنی الحارث قال، حدثنا محمد بن سعد (الی ان قال) حدثنی ابو بكر بن اسماعیل بن محمد بن سعد عن ابیه قال: طعن عمر رضی الله تعالیٰ عنه یوم الاربعاء لاربع لیال بقین من ذی الحجة سنة ثلاث و عشرین و دفن یوم الاحد صباح هلال المحرم سنة اربع و عشرین (تاریخ الطبری 193/4)

ترجمہ: ابوجعفر (حضرت امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا:
اور ضرور کہا گیا ہے کہ بیشک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات (شہادت)
24 سنہ ھ یکم محرم چاند رات کو ہوئی ہے۔ (پھر امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موقف کے قائلین کا ذکر کرتے ہوئے امام محمد بن سعد صاحب طبقات کبریٰ سے روایت کیا کہ) امام اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بدھ کے دن خنجر کے ساتھ زخمی کیے گئے جبکہ 23 سنہ ہجری کے ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں اور 24 سنہ ھ یکم محرم کی صبح اتوار کے دن آپ دفن کیے گئے۔

علامہ ابن منظور افریقی مصری رقمطراز ہیں:

غرۃ کل شیء: اوّلہ (الی ان قال) وغرۃ الشھر: لیلۃ استھلال القمر۔
(لسان العرب 15/5)

حضرت امام شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز نے حضرت امام اسماعیل بن محمد قدس سرہ العزیز جو حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، کا تعارف تحریر کرتے ہوئے اُن کے شاگردوں میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اور حضرت یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وہ اہل مدینہ کے تابعین اور محدثین سے ہیں نیز فرمایا: ثقہ اور حجت ہیں۔ اور دیگر ائمہ کرام نے بھی ان کی توثیق ہی کی ہے ان پر جرح کا ایک کلمہ بھی کسی امام نے نہیں کہا۔
اختصار کے پیشِ نظر فقیر راقم الحروف نے عربی عبارت نقل نہیں کی۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: (تہذیب التہذیب 1/287-286)

تنبیہ:

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت امام طبری قدس سرہ العزیز کی تصریح سے نہ صرف فقیر کے بیان کی تصویب وتوثیق اور تصدیق ہوئی ہے بلکہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت کے بارے میں ان ائمۂ کرام کے موقف کی وضاحت بھی ہوگئی جنہوں نے یکم محرم کی صبح اتوار کے دن آپ کی تدفین ہونا بیان کیا ہے یا اس بیان کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

حضرت امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق وہ تمام حضرات غرۂ محرم میں آپ کی شہادت ہونے کے قائل ہیں۔لہٰذا یہ صرف ایک تصریح نہیں ہے بلکہ درحقیقت تصریحات کثیرہ کا مجموعہ ہے۔وللہ الحمد فی الاُولیٰ والاٰخرۃ۔

نمبر 2: حضرت امام حسین بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

وقیل انہ وفاتہ کانت غرۃ المحرم من سنۃ اربع وعشرین کما مر۔
(تاریخ الخمیس 250/2)

ترجمہ، امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کے تحت گزر چکا ہے

ضروری وضاحت:

گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ جمہور ائمۂ کرام کی تحقیق یہ ہے کہ بدھ کے دن جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا تو ذوالحج کی چار راتیں باقی تھیں یعنی 26 ذوالحج تھی۔جبکہ بعض ائمہ کا موقف یہ ہے کہ حملہ تو بدھ کے دن ہی ہوا تھا البتہ ذوالحج کی تین راتیں باقی تھیں یعنی 27 ذوالحج تھی۔اور اس بات میں انہوں نے جمہور سے اتفاق کیا ہے کہ حملہ کے بعد آپ پر تین راتیں گزریں چوتھی رات نہیں گزری کہ آپ کی شہادت ہوگئی اور ذوالحج کا چاند 29 دن کا تھا۔اس لیے ان حضرات کی تحقیق یہ ہے یکم محرم بروز ہفتہ حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

راقم الحروف کہتا ہے بدھ کے دن 26 ذوالحج ہونے کی وجہ سے اتوار کا دن یکم محرم تھا اور چاندرات آپ کی شہادت ہوئی یا بدھ کے روز 27 ذوالحج ہونے کی وجہ سے ہفتہ کا دن یکم محرم تھا اور ہفتہ کے دن میں آپ کی شہادت ہوئی۔ بہر حال یکم محرم الحرام سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہونا تو برقرار ہی رہا۔ اس لیے یکم محرم بروز ہفتہ شہادت کی تصریحات اور حوالہ جات بھی ملاحظہ کریں:

نمبر 3: حضرت امام زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 806ھ نے فرمایا:

وقال الفلاس: انہ مات یوم السبت غرۃ المحرم سنۃ اربع وعشرین
(شرح التبصرۃ والتذکرۃ 303/2)

ترجمہ: اور (حضرت امام ابوحفص عمرو بن علی) الفلاس رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۲۴۹ھ) نے فرمایا بیشک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۲۴ ہجری یکم محرم ہفتہ کے دن شہید ہوئے۔

نمبر 4: حضرت امام سلیمان بن خلف الباجی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 474ھ رقمطراز ہیں:

عمر بن الخطاب (الی ان قال) طعن یوم الاربعاء لثلاث بقین من ذی الحجۃ و مات بعد ذلک بثلاث یوم السبت غرۃ المحرم سنۃ اربع وعشرین
(التعدیل والتجریح لمن خرج لہ البخاری فی الجامع الصحیح 935/3)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (تا) بدھ کے دن زخمی کیے گئے جبکہ ذوالحج کی تین راتیں باقی تھیں اور اس کے بعد تین راتیں گزرنے کے بعد یکم محرم

بروز ہفتہ سنہ 24 ہجری کو آپ کی شہادت ہوئی۔

ضروری توضیح:

مذکورہ دونوں تصریحات میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت یکم محرم کے دن میں ہوئی ہے ان عبارات میں غرۃ المحرم بمعنی چاند رات ہونا، ناممکن ہے بالخصوص امام سلیمان الباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت میں تصریح ہے کہ بدھ کے دن آپ زخمی کیے گئے جبکہ ذوالحجہ کی تین راتیں باقی تھیں یعنی ۲۷ ذوالحجہ تھی اور مزید تین راتیں گزرنے کے بعد آپ کی شہادت ہونے کی بھی تصریح ہے اور یہ بھی تصریح ہے کہ ہفتہ کے دن یکم محرم کو آپ کی شہادت ہوئی۔

ان تصریحات سے خوب واضح ہے کہ ذوالحج کا چاند انتیس دن کا تھا تبھی تو بدھ کا دن ۲۷ ذوالحج اور ہفتہ یکم محرم بنتا ہے۔ اور ذوالحج کی تین راتیں باقی ہونے کا جو ذکر ہے اس سے ذوالحج کی تاریخ کی تعیین مقصود ہے یعنی ۲۷ ذوالحج تھی۔ زخمی کیے جانے کے بعد آپ پر جو تین راتیں گزری ہیں وہ ۲۸ اور ۲۹ ذوالحج کی راتیں اور یک محرم کی رات ہے۔ پھر یکم محرم کے دن میں آپ کی شہادت ہو گئی، یعنی محرم کے چاند کی ایک رات گزر چکی تھی اور یکم محرم کے دن میں آپ کی شہادت ہوئی۔ نہ یہ کہ تدفین کے دوران محرم کا چاند نظر آ گیا تھا۔ وللہ الحمد

نمبر 5: حضرت امام زین الدین ابو محمد عبدالرحیم بن ابی بکر عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 893ھ رقمطراز ہیں:

وقیل: مات یوم السبت غرۃ المحرم سنۃ اربع وعشرین۔

(شرح الفیۃ العراقی فی علوم الحدیث ص 365)

ترجمہ، قریب ہی گزر چکا ہے۔

اور ''قیل''، یعنی ماضی مجہول کا صیغہ ہمیشہ قول ضعیف نقل کرنے کے لیے ہی نہیں ہوتا اس حوالہ سے معروضات آئندہ صفحات میں ان شاء اللہ تعالیٰ پیش کی جائیں گی۔

ضروری تنبیہ:

حضرت سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم الحرام ہونے پر اس تحریر میں بفضلہٖ تعالیٰ گیارہ حوالہ جات پیش کیے جا چکے ہیں۔ پانچ تصریحات ابھی گزری ہیں اور چھ حوالہ جات سابقہ جن میں یکم محرم الحرام کی صبح اتوار کے دن تدفین کی تصریح ہے اس لیے حضرت امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یکم محرم الحرام کی صبح اتوار کے دن تدفین کے قائلین کے موقف کی وضاحت فرمائی ہے کہ ان کے نزدیک بلاشک وشبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت یکم محرم کو ہوئی ہے۔ وللہ الحمد

26 یا 27 ذوالحج کو شہادتِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کی حقیقت:

جن بعض ائمہ کرام نے کہا ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت 26 یا 27 ذوالحج کو ہوئی ہے، ان کے نزدیک اس عبارت کا ظاہری معنیٰ ہرگز مراد نہیں ہے بلکہ 26 یا 27 ذوالحج کو آپ پر حملہ کیا جانا اور نماز فجر کے دوران خنجر سے زخمی کیا جانا مراد ہے جیسا کہ ائمہ اعلام نے تصریح فرمائی ہے، ملاحظہ کریں:

نمبر 1: حضرت امام زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی رضی اللہ عنہ متوفی 806ھ نے فرمایا:

وقول المزی والذہبی: قتل لاربع اوثلاث بقین من ذی الحجۃ فارادا بذلک لما طعنہ ابولؤلؤۃ، فانہ طعنہ یوم الاربعاء عند صلوۃ الصبح لاربع و قیل: لثلاث بقین منہ۔ (شرح التبصرۃ والتذکرۃ 303/2)

ترجمہ: اور امام مزی اور امام ذہبی کا قول: کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے جبکہ ذوالحجہ کی چار یا تین راتیں باقی تھیں۔(یعنی 26 یا 27 ذوالحج تھی) پس ان دونوں حضرات نے اس کے ساتھ ارادہ کیا ہے، جبکہ ابولؤلؤہ شقی نے آپ کو خنجر کے ساتھ زخمی کیا۔اس لیے کہ اس نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بدھ کے دن نمازِ فجر کے وقت خنجر کے ساتھ زخمی کیا تھا جبکہ ذوالحج کی چار راتیں باقی تھیں۔اور کہا گیا ہے کہ ذوالحج کی تین راتیں باقی تھیں۔

نمبر 2: حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 902 ہجری نے فرمایا:

واما قول المزی و تبعه الذهبی: انه قتل لاربع او ثلاث بقين من ذی الحجة فارادا بذلك حين طعن ابی لؤلؤة له، فانه كان عند صلاة الصبح من يوم الاربعاء لاربع، و قيل: لثلاث بقين منه.

(فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی 321/4)

ترجمہ: امام مزی کا قول اور امام ذہبی نے (بھی) ان کی پیروی کی ہے (یعنی وہی بات کہی ہے) بقیہ ترجمہ تقریباً وہی ہے جو حضرت امام عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا ہے۔

ازالۂ شبہات

شبہ نمبر1: یکم محرم سیدنا فاروق اعظم ﷜ کا یوم شہادت ہونا ''قیل'' کے ساتھ نقل کیا گیا ہے جو کسی قول کے ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔لہٰذا یہ قول ضعیف ہے۔

جواب نمبر1: یہ بات ہی غلط ہے کہ سیدنا فاروق اعظم ﷜ کا یوم شہادت یکم محرم ہونا صرف ''قیل'' کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، ملاحظہ کریں:

نمبر1: حضرت امام زین الدین عراقی ﷜ نے لکھا:

وقال الفلّاس:انہ مات یوم السبت غرة المحرم سنة اربع وعشرین

(شرح التبصرة والتذکرة 303/2) ترجمہ گزر چکا ہے۔

اور حضرت امام ابوحفص عمرو بن علی بصری فلاس رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 249ھ عظیم الشان نقاد، حافظ الحدیث اور ائمہ ستہ کے استاذ ہیں۔ملاحظہ کریں:

(سیر اعلام النبلاء 470/11 تا 472)

نمبر2: حضرت امام ابوالولید سلیمان بن خلف رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 474ھ نے (التعدیل والتجریح لمن خرج لہ البخاری فی الجامع الصحیح 935/3) میں یکم محرم یوم شہادت ہونے کی تصریح کی ہے اور دوسرا کوئی قول ذکر ہی نہیں کیا۔تصریحات میں ان کی اصل عبارت بھی گزر چکی ہے۔

نمبر3: حضرت امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق یکم محرم کی صبح اتوار کے دن حضرت فاروق اعظم ﷜ کی تدفین کے قائلین یکم محرم چاند رات کو شہادت ہونے کے قائل ہیں۔

جبکہ یکم محرم کی صبح اتوار کے دن تدفین حضرت سعد بن ابی وقاص ﷜ کے پوتے حضرت اسماعیل بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 134ھ سے مروی ہے جو جلیل القدر تابعی اور مدینہ منورہ کے محدثین سے ہیں، ملاحظہ کریں: تہذیب التہذیب 1/287-286

اور اسے امام محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبقات کبری میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے نہ کہ قیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

نمبر 4: امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تاریخ الطبری میں سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

نمبر 5: امام ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسد الغابۃ میں سند کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

نمبر 6: امام ابو زید عمر بن شبہ نمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تاریخ المدینۃ المنورہ میں سند کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

نمبر 7: علامہ ابن کثیر دمشقی نے بھی البدایۃ والنہایۃ میں سند کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

نمبر 8: اور تاریخ الخمیس میں امام حسین بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی قیل کے ساتھ نقل نہیں کیا۔

جواب نمبر 2: اگر بالفرض یہ قول صرف ''قیل'' کے ساتھ ہی منقول ہوتا تو پھر بھی اس کا ضعیف ہونا لازم نہیں ہے کیونکہ یہ دعویٰ کہ ''قیل'' ہمیشہ قول کے ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہوتا ہے سراسر باطل اور مردود ہے۔

اسی حادثہ کو دیکھیں کہ 26 ذوالحج کو حضرت سیدنا فاروق اعظم ﷜ پر حملہ کیا جانا

سب اقوال میں سے قوی اور راجح قول ہے جبکہ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے الکامل فی التاریخ میں اسے "قیل" کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ کریں:

وقیل: طعن یوم الاربعاء لاربع بقین من ذی الحجۃ۔

(الکامل فی التاریخ 429/2)

تو کیا ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے اسے "قیل" کے ساتھ نقل کرنے کی وجہ سے یہ قول ضعیف بن گیا؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اہل علم حضرات پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے کہ کسی قول کا قوی یا ضعیف ہونا اس کے دلائل کی قوت یا ضعف کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ جب ایک قول کے دلائل قوی ہوں تو اسے ضعیف قرار دینا اہل علم کے نزدیک ہرگز جائز نہیں ہے۔

اور بفضلہٖ تعالیٰ حقائق وشواہد کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جب اس قول کا قوی اور راجح ہونا ثابت ہو چکا ہے تو بالفرض اگر صرف "قیل" کے ساتھ ہی منقول ہوتا تو پھر بھی اسے قولِ ضعیف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وللہ الحمد

جواب نمبر 3: حضرت امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے بایں الفاظ نقل کیا ہے:

قال ابو جعفر: و قد قیل ان وفاته كانت فی غرۃ المحرم سنۃ اربع و عشرین۔ (تاریخ الطبری 193/4)

ترجمہ: ابو جعفر (امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا:

اور ضرور کہا گیا ہے کہ بیشک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات (شہادت) یکم محرم سنہ 24 ہجری کو ہوئی۔

اس کے بعد اس قول کے قائل اور ان کی دلیل کا ذکر کیا ہے۔ مکمل عبارت گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے اسے بغور پڑھ لیں، کیا اس میں اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ ہے؟ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔

شبہ نمبر 2: حافظ ابن کثیر دمشقی کا قول ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ذوالحجہ کے آخر میں ہوئی۔

جواب نمبر 1: راقم الحروف کا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ کسی مؤرخ نے بھی ذوالحج کی آخری تاریخ میں شہادت کا قول نہیں کیا بلکہ فقیر نے تو اس بات کی تردید کی ہے کہ یکم محرم شہادتِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہونے کا کوئی حوالہ نہیں ہے جو کہ منکرین کا دعویٰ ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ فقیر نے اس پر گیارہ حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں۔ لہٰذا علامہ ابن کثیر کا قول منکرین کے لیے ہرگز مفید نہیں ہے۔

تنبیہ:

بعض لوگوں نے ''البدایۃ والنہایۃ'' مترجم سے علامہ ابن کثیر کی عبارت کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے اس ترجمہ کرنے والے صاحب کو بھی علامہ ابن کثیر کی عبارت کا صحیح معنی و مفہوم سمجھ نہیں آسکا جس کی وجہ سے اس نے ترجمہ ہی غلط لکھا ہے۔ تو جس تحقیق کی بنیاد ہی غلط ترجمہ ہے اس تحقیق کا غلط ہونا لازمی امر ہے۔ ملاحظہ کریں:

البدایۃ والنہایۃ کی عبارت: ''لاربع بقین من ذی الحجۃ'' کا ترجمہ لکھا ہے۔

جبکہ ذی الحجہ کے چار دن باقی تھے۔ اور ''و مات رضی اللہ عنہ بعد ثلاث'' کا ترجمہ لکھا ہے: اور تین دن کے بعد آپ وفات پا گئے۔ فقیر راقم الحروف کہتا ہے ایسے ترجمہ پر

''اناللہ وانا الیہ راجعون'' ہی پڑھنا چاہیے کیونکہ مترجم نے اتنی زحمت بھی گوارا نہیں کی کہ اس پر ہی غور کر لیں کہ ''اربع'' اور ''ثلاث'' کا ممیز مذکر ہونا چاہیے یا مؤنث۔

صحیح ترجمہ یہ ہے کہ: چار راتیں باقی تھیں۔ اور تین راتوں کے بعد آپ وفات پا گئے۔

راقم الحروف کہتا ہے: چار راتیں باقی ہونے کی صورت میں دن صرف چار باقی نہیں تھے بلکہ پانچ دن باقی تھے۔ اس لیے کہ ذوالحج کا چاند تیس (30) دن کا فرض کرنے کی صورت میں بشمول 26 ذوالحج کا دن یعنی بدھ، تیس (30) ذوالحج کی شام تک پانچ دن بنتے ہیں۔ البتہ راتیں چار باقی تھیں کیونکہ 26 ذوالحج کی رات گزر چکی تھی اور دن باقی تھا اس لیے کہ بدھ کے دن نماز فجر کے دوران آپ پر حملہ کیا گیا۔

ایسے ہی ''مات ﷜ بعد ثلاث'' یعنی حملہ کے بعد تین راتیں گزری تھی کہ آپ کی شہادت ہوگئی چوتھی رات آپ پر نہیں گزری۔ اس میں چار دن گزرنے کی نفی نہیں کی صرف چوتھی رات گزرنے کی نفی کی ہے۔ جبکہ چوتھی رات شروع ہونے سے قبل چار دن مکمل ہو چکے تھے کیونکہ حملہ کے بعد پہلی رات سے قبل بھی ایک دن گزر چکا تھا یعنی بدھ کا دن۔ جبکہ فی الواقع ذوالحج کا چاند انتیس (29) دن کا تھا جیسا کہ گزشتہ صفحات میں تفصیل گزر چکی ہے۔

جواب نمبر 2: علامہ ابن کثیر نے حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص ﷜ کے پوتے حضرت امام اسماعیل بن محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول بھی نقل کیا ہے، ملاحظہ کریں:

قال: طعن عمر یوم الاربعاء لاربع لیال بقین من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث وعشرین ودفن یوم الاحد صباح ھلال المحرم سنۃ اربع وعشرین

(البدایۃ والنہایۃ ۷/269)

یعنی عظیم تابعی اور محدث حضرت امام اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بدھ کے دن خنجر کے ساتھ زخمی کیے گئے جبکہ 23 ھ کے ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں (یعنی 26 ذوالحج تھی) اور 24 ھ یکم محرم کی صبح اتوار کے دن دفن کیے گئے۔

راقم الحروف کہتا ہے:

حضرت امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری قدس سرہ العزیز متوفی 310 ھ نے اس قول کے قائلین کی نسبت تصریح کی ہے کہ ان کے نزدیک حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت بلاشک وشبہ یکم محرم چاندرات کو ہوئی ہے، جیسا کہ تاریخ طبری کی عبارت گزر چکی ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ علامہ ابن کثیر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت امام اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ (جو مدینہ منورہ کے تابعین اور محدثین سے ہیں) کا جو قول نقل کیا ہے وہ یکم محرم یوم شہادت ہونے پر بمنزلہ تصریح ہے۔ وللہ الحمد

شبہ نمبر 3: علامہ ابن کثیر نے قول مذکور نقل کرنے کے بعد درج ذیل کلام بھی نقل کیا ہے:

قال: فذكرت ذلك لعثمان الاخنسی فقال: ما اراك الا وهلت. توفی عمر لاربع ليال بقين من ذی الحجة و بويع لعثمان ليلة بقيت من ذی الحجة فاستقبل بخلافته المحرم سنة اربع وعشرين۔ (البداية والنهاية 7/269)

ترجمہ: راوی نے کہا: میں نے یہ قول عثمان اخنسی سے ذکر کیا تو اس نے کہا:

میرے خیال میں تو بھول گیا ہے۔ ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ذوالحجہ کی ایک رات باقی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور آپ نے 24ھ کے محرم کا استقبال اپنی خلافت سے کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت 26 ذوالحجہ کو ہوئی اور دفن آخری یوم ذوالحجہ کو کیے گئے۔

جواب نمبر 1: عثمان اخنسی کا قول حقائق وشواہد کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ 26 ذوالحج کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حملہ ہونا کتب تواریخ وسیر تو درکنار کتب احادیث سے بھی ثابت ہے اور حملہ کے بعد تین راتیں زندہ رہنا خود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کتب حدیث میں مروی ہے اور بکثرت کتب تاریخ میں بھی مذکور ہے اور یکم محرم کو تدفین ہونے پر بعض ائمۂ کرام نے اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے جیسا کہ تصریحات گزر چکی ہیں۔

تو ان حقائق کی موجودگی میں اس بات کو کیسے درست تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت 26 ذوالحج کو ہوگئی تھی۔

جواب نمبر 2: ''البدایۃ والنہایۃ'' میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بیان سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ علامہ ابن کثیر کے نزدیک عثمان اخنسی کا قول مذکور ہرگز لائق اعتبار نہیں ہے، ملاحظہ کریں:

علامہ ابن کثیر رقمطراز ہیں:

خلافۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

ثم استھلت سنۃ اربع وعشرین من الھجرۃ النبویۃ:

ففی اول یوم منھا دفن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

و ذلك يوم الاحد في قول، و بعد ثلاثة ايام بويع امير المؤمنين عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ (البدایۃ والنہایۃ 280/7)

ترجمہ: خلافتِ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

پھر 24ھ آشکارا ہوا۔

تو اس کے پہلے دن میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے اور وہ ایک قول کے مطابق اتوار کا دن تھا (جبکہ دوسرے قول کے مطابق ہفتہ کا دن تھا جیسا کہ ائمہ کرام کی تصریحات گزر چکی ہیں)۔ اور (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین سے) تین دن کے بعد امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔

راقم الحروف کہتا ہے عبارت منقولہ بغور پڑھ لیں۔ نیز علامہ ابن کثیر نے اس مقام پر کوئی دوسرا قول نقل نہیں کیا جس سے خوب واضح ہے کہ حافظ ابن کثیر کے نزدیک عثمان اخنسی کا قول باطل اور مردود ہے۔ تو اس قول کو علامہ ابن کثیر کے حوالہ سے نقل کرنا اور ان کے نزدیک اس قول کی حیثیت کی وضاحت نہ کرنا سراسر دھاندلی اور دھوکا دہی ہے۔

ضروری تنبیہ:

جن بعض ائمہ کرام نے 26 یا 27 ذوالحج کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہونے کا قول کیا ہے ان کی مراد دیگر اکابر ائمہ کرام نے واضح کر دی ہے کہ اس تاریخ کو آپ کا زخمی کیا جانا مراد ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات پر ائمہ کرام کے ارشادات گزر چکے ہیں۔

لیکن عثمان اخنسی کے قول سے یہ مراد ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ ظاہری معنی مراد ہے لہٰذا یہ قول باطل اور مردود ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ ایسے اقوال نقل کرنا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم ہونے کے منکرین کے لیے ہرگز مفید نہیں ہے۔

جواب 3: عثمان اخنسی کے قول کی بنیاد پر یہ دعویٰ کرنا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت 26 ذوالحجہ کو ہوئی اور دفن ذوالحجہ کے آخری دن میں کیے گئے، عجیب تحقیق ہے۔ اس لیے کہ اگر شہادت 26 ذوالحجہ کو ہوگئی تھی اور تدفین ذوالحجہ کے آخری دن میں ہوئی تھی۔ پھر تو ذوالحجہ کا چاند 29 دن کا ہونے کی صورت میں بشمول 26 کے چوتھے دن تک تدفین مؤخر کی گئی اور چاند 30 دن کا ہونے کی صورت میں پانچویں دن تک تدفین مؤخر کی گئی جبکہ تدفین کی تاخیر کا کوئی عذر بھی نہیں تھا۔ اس سے تو ثابت ہوتا کہ یہ شخص کسی دماغی عارضہ میں مبتلا ہے اسے کچھ علم نہیں کہ کیا کہہ رہا ہوں۔

راقم الحروف کہتا ہے: اللہ تعالیٰ سچی بات کو پسند فرماتا ہے۔ عثمان اخنسی نے ہرگز نہیں کہا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین چوتھے یا پانچویں دن تک مؤخر کی گئی تھی۔ جبکہ اس شخص نے یہی موقف پیش کیا ہے۔ اور اس شخص کا یہ موقف نہ صرف عثمان اخنسی کے قول بلکہ اجماعِ مورخین کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے کہ بقول عثمان اخنسی جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو ایک رات ذوالحج کی باقی تھی۔

راقم الحروف کہتا ہے: لازمی امر ہے کہ اس رات کے بعد والا دن بھی باقی تھا کیونکہ اسلامی تاریخ رات سے شروع ہوتی ہے اور رات اگلے دن کی شمار ہوتی ہے۔ اب عثمان اخنسی کے قول کا مطلب واضح ہے کہ ذوالحج کے آخری دن سے پہلے دن میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی آپ کی بیعت کے بعد، بیعت والے دن کا بقیہ حصہ اور مزید ایک رات اور دن ذوالحج سے باقی تھا۔ جبکہ شخص مذکور نے کہا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ذوالحجہ کے آخری دن میں دفن کیے گئے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے دوسرے

دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی۔ حالانکہ یہ نظریہ اجماع مؤرخین کے خلاف ہے تمام نے یہی لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد ہوئی۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص عقلِ سلیم کی نعمت سے محروم ہے اس لیے کہ اگر 26 ذوالحجہ کو شہادت ہوگئی تھی تو تدفین ذوالحجہ کے آخری دن تک مؤخر کرنے کا کونسا شرعی جواز تھا؟ جبکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حملہ ہونے کے بعد اول فرصت میں خلافت اور دوسرے اہم معاملات کے بارے میں وصیتیں اور ارشادات فرمادیئے تھے بلکہ خلافت کے بارے میں تو حملہ ہونے سے پہلے جمعہ میں خطبۂ جمعہ میں وضاحت فرمادی تھی جیسا کہ مسند امام احمد کی صحیح حدیث میں تصریح ہے۔

جب تدفین میں تاخیر کا کوئی عذر ہی نہیں تھا تو چوتھے یا پانچویں دن تک امیر المؤمنین اور خلیفۂ راشد کی تدفین مؤخر کرنے کا حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان پر افتراء اور بہتان باندھنا کونسی انسانیت کا مظاہرہ ہے؟ جو بات کوئی صاحبِ عقل وخرد بقائمی ہوش وحواس کہنے کی جرأت ہی نہیں کرسکتا اس کا افتراء ائمۂ کرام پر باندھا ہے اور اس فعل کے ارتکاب کا بہتان حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان پر باندھا ہے اور اس کا نام تحقیق جدید رکھ دیا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

شبہ نمبر 4: حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ الخلفاء میں فرمایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ 26 ذی الحجہ 23 ہجری بروز چہار شنبہ (بدھ) شہید ہوئے اور یک شنبہ کے دن غرۂ محرم (چاندرات) کو دفن کیے گئے۔

(تاریخ الخلفاء ترجمہ شمس بریلوی، ص 215)

جواب: راقم الحروف کہتا ہے ایسی تحقیق پر ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' ہی پڑھنا چاہیے کیونکہ سراسر حماقت اور جہالت پر مبنی بات، جو کوئی بھی صاحب عقل وخرد بقائمی ہوش وحواس نہیں کہہ سکتا یعنی شہادت کے بعد پانچویں دن تدفین (کیونکہ شہادت بدھ کے دن اور تدفین اتوار کے دن) وہ حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز پر تھوپ دی ہے۔ اگر شمس بریلوی نے یہی ترجمہ کیا ہے تو یہ اس کی سنگین غلطی ہے۔ تاہم اس سے شخص مذکور کی تحقیق کا معیار بھی واضح ہوا کہ اگر کسی مترجم سے ترجمہ کرنے میں سنگین غلطی ہوگئی تو وہ اس شخص کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی تحقیق ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

راقم الحروف کہتا ہے: حضرت امام جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا، ان کی اصل عبارت ملاحظہ کریں:

اصیب عمر یوم الاربعاء لاربع بقین من ذی الحجۃ و دفن یوم الاحد مستهل المحرم الحرام۔ (تاریخ الخلفاء ص136)

ترجمہ: بدھ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا جبکہ ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں (یعنی 26 ذوالحجہ تھی) اور اتوار کے دن یکم محرم الحرام کو آپ دفن کیے گئے۔

راقم الحروف کہتا ہے حضرت امام سیوطی قدس سرہ العزیز نے یوم شہادت کا تو ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ آپ پر صرف حملہ ہونے اور آپ کے زخمی کیے جانے اور آپ کی تدفین کی تاریخ کا بیان کیا ہے۔

اس عبارت میں یکم محرم کو تدفین کی تصریح ہے جس کی رو سے ذوالحج کی آخری تاریخ یا یکم محرم الحرام ہر دو میں شہادت ہونے کا امکان ہے۔ اس لیے یہ عبارت اپنے صحیح معنی و مفہوم کے اعتبار سے بھی منکرین کے لیے ہرگز مفید نہیں ہے۔ اور اس مقام پر ''اصیب'' کا

ترجمہ: ''شہید ہوئے'' کرنا قطعی اور یقینی طور پر غلط ہے۔ اس جگہ اصابت سے مراد: آپ پر حملہ کیا جانا اور آپ کا زخمی کیا جانا ہے، جیسا کہ خادمین کتب پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے: اس جان کاہ سانحہ کے بیان میں کتب حدیث و تاریخ میں استعمال کیے گئے الفاظ سے ان کی مراد بیان کرنے میں کافی لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں اگر اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو راقم الحروف کچھ ایسے کلمات اور الفاظ ضرور نقل کرتا۔ اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے آمین یارب العالمین

شبہ نمبر 5: حضرت امام اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ متوفی 134 ہجری کے قول: ''یکم محرم الحرام کی صبح اتوار کے دن حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین کی گئی،، کی سند میں محمد بن عمر واقدی ہے جس پر شدید جرح ہے۔

جواب:

(الف) بیشک روایتِ حدیث میں واقدی پر شدید جرح کی گئی ہے۔ لیکن شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ترجمہ میں درج ذیل کلام بھی لکھا ہے اور اس کی تردید نہیں کی۔

قال ابن سعد: کان عالما بالمغازی والسیرۃ والفتوح الخ۔

(تہذیب التہذیب 324/9)

ترجمہ: ''ابن سعد (امام محمد بن سعد صاحب طبقات کبریٰ رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا:

محمد بن عمر واقدی مغازی اور سیرت اور فتوح کا عالم تھا،،۔

اس سے واضح ہوا کہ ائمہ اعلام نے مغازی اور سیرت اور فتوحات کے باب میں

اس پر روایت حدیث والا حکم نہیں لگایا بلکہ اسے مغازی اور سیرت اور فتوح کا عالم تسلیم کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ مورخین میں سے شاید کوئی بھی ایسا نہ ہو جس نے اپنی کتاب میں واقدی کی روایات اور اقوال درج نہ کیے ہوں اور قول مذکور بھی اسی باب سے ہے۔ لہٰذا روایت حدیث پر جرح کی وجہ سے اس قول کا غیر معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔

(ب)

امام اسماعیل بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 134ھ کے قول کی سند میں محمد بن عمر واقدی کا ہونا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم ہونے پر اثر انداز ہرگز نہیں ہوسکتا اس لیے کہ اس حقیقت کا اثبات صرف امام اسماعیل بن محمد بن سعد رضی اللہ عنہ کے قول پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ راقم الحروف گزشتہ صفحات میں مزید دو عظیم اماموں کی تصریحات بھی پیش کر چکا ہے۔

نمبر1:

حضرت امام ابو حفص عمرو بن علی الفلاس رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 249ھ جو حفاظِ حدیث اور نقاد ائمہ اعلام سے ہیں اور اکابر ائمہ کرام کے استاذ ہیں ان کی ثقاہت پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے ملاحظہ کریں حضرت امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی 748ھ کی تصنیف لطیف: (سیر اعلام النبلاء 11/470 تا 472)

حضرت امام زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 806ھ جن کی ثقاہت اور جلالت علمی پر اتفاق ہے اور اکابر ائمہ اعلام کے استاذ ہیں رقمطراز ہیں: وقال الفلاس: انه مات يوم السبت غرة المحرم سنة اربع وعشرين (شرح التبصرة والتذكرة 2/303)

ترجمہ: اور حضرت امام فلاس رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہفتہ کے دن یکم محرم 24 سنہ ہجری کو وفات پائی۔

نمبر 2:

حضرت امام ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 474ھ

حضرت امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں لکھا:

الامام العلامة الحافظ ذوالفنون القاضی ابوالولید سلیمان بن خلف...صاحب التصانیف (الی ان قال) و تفقه به ائمة واشتهر اسمه و صنف التصانیف النفیسة۔

ان کی ثقاہت پر بھی اکابر ائمۂ کرام کا اتفاق اور اجماع ہے، کسی نے ان پر جرح نہیں کی۔

ملاحظہ کریں: (سیر اعلام النبلاء 18/535 تا 545)

حضرت امام سلیمان بن خلف الباجی رقمطراز ہیں:

عمر بن الخطاب (الی ان قال) طعن یوم الاربعاء لثلاث بقین من ذی الحجة ومات بعد ذلك بثلاث یوم السبت غرة المحرم سنة اربع وعشرین۔

(التعدیل والتجریح 3/935)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (تا) بدھ کے دن خنجر کے ساتھ زخمی کیے گئے جبکہ ذوالحجہ کی تین راتیں باقی تھیں اور زخمی کیے جانے سے تین راتیں بعد یکم محرم 24 سنہ ھ کو ہفتہ کے دن آپ شہید ہو گئے۔

اقول: "مات، ای مات شهیدًا كما اخبر به النبی الكریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لله

الحمد فی الأولیٰ والآخرة۔

شبہ نمبر 6: حضرت امام ولی الدین صاحب مشکوٰۃ، حضرت علامہ ابن حجر مکی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت علامہ مؤمن شبلنجی، حضرت مفتی احمد یار خاں رحمہم اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات نے یکم محرم یوم شہادت ہونے کی نفی ہے۔

جواب: ان علماء اعلام کی جو عبارات پیش کی گئی ہیں ان میں سے کسی سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے یکم محرم کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہونے کی نفی کی ہے لہٰذا اِن اقوال کو پیش کرنا منکرین کے لیے ہرگز مفید نہیں ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ جو بات عوام الناس بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں وہ اس شخص کو سمجھ نہیں آسکی۔ ان حضرات سے اکثر نے یکم محرم کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین ہونا نقل کیا ہے کیا یہ یکم محرم یومِ شہادت ہونے کی نفی کرتا ہے؟

کیا تدفین سے چار پانچ دن پہلے شہادت ہونا ضروری ہے؟ جیسا کہ اس شخص نے لکھا ہے کہ شہادت 26 ذوالحج کو ہوئی اور ذوالحج کے آخری دن دفن کیے گئے۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حج سے واپسی کے بعد وفات ہونا لکھا ہے۔

تو کیا اس صورت میں یکم محرم سے پہلے وفات ہونا لازم ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی احمد یار خاں قدس سرہ العزیز سے نقل کیا ہے:

آپ 26 ذی الحجہ بدھ کے دن تیئیس 23 ہجری زخمی کیے گئے اور محرم یکم اتوار کے دن دفن کیے گئے۔

عبارت منقولہ بغور ملاحظہ کر لیں۔

اس کے تحت اس شخص نے اپنی تحقیق کا جوہر دکھایا اور لکھا:

''صاف ظاہر ہے اگر بدھ کو 26 ذی الحجہ ہوتی ہے تو اتوار کو تیس ذی الحجہ ہوگی اور تیس ذی الحجہ دن گزار کر محرم کی چاندرات ہوگی جب آپ کو دفن کیا جا رہا تھا تو چاند نظر آ گیا تھا تو شہادت تو محرم سے قبل ہی واقع ہوئی،،۔

راقم الحروف کہتا ہے: عبارت منقولہ بغور ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم یہ مکاری ہے یا جہالت، کیا بدھ 26 ذو الحجہ ہونے اور چاند انتیس کا ہونے کی صورت میں اتوار یکم محرم نہیں ہوگی؟ کیا چاند تیس کا ہونا لازم ہے؟

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''محرم یکم اتوار کے دن دفن کیے گئے،،اور یہ شخص کہتا ہے: ''جب آپ کو دفن کیا جا رہا تھا تو چاند نظر آ گیا تھا،،۔

راقم الحروف کہتا ہے: کیا تیس ذو الحجہ کو اتوار کے دن میں محرم کا چاند نظر آ گیا تھا اس لیے حضرت مفتی احمد یار خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: محرم یکم اتوار کے دن دفن کیے گئے؟ کیا تیس ذو الحجہ کو یکم محرم کہنا بھی ٹھیک ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

علامہ مؤمن کی عبارت کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ اس شخص نے حضرت مفتی احمد یار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بقلم خود نقل کیا ہے:

آپ مدینہ منورہ کی زمین مسجد نبوی شریف محراب النبی ﷺ میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے۔

راقم الحروف کہتا ہے اگر اس عبارت پر غور کر لیا ہوتا تو متعدد عبارات کا جواب خود بخود ہی سمجھ میں آ جاتا۔ وہ اس طرح کہ اسلامی تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ مسجد نبوی شریف میں آپ پر حملہ ہوا تھا اور آپ زخمی کیے گئے تھے نہ کہ مسجد ہی میں آپ کا وصال

مبارک بھی ہو گیا تھا جیسا کہ عبارت منقولہ سے متصل بعد حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی تصریح کی ہے کہ: آپ 26 ذی الحجہ بدھ کے دن تیئس 23 ہجری زخمی کیے گئے۔ تو چونکہ وہی زخم آپ کی شہادت کا سبب بنے اس لیے حضرت مفتی صاحب نے فرمایا: ''آپ ---نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے''۔

راقم الحروف کہتا ہے علامہ مؤمن کے قول مترجم: ''ابھی ذوالحجہ گزرنے نہ پایا تھا کہ آپ شہید کر دیئے گئے'' سے ان کی مراد بھی یہی تسلیم کرنے سے کیا مانع ہے؟ صرف ضد ہی ہے نا۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم شہادت کے بارے میں دوسرا قول ذوالحج کی آخری تاریخ ہے۔

اس قول کو بھی اکابر ائمہ کرام و مورخین حضرات کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے

راقم الحروف کہتا ہے کہ ذوالحج کی آخری تاریخ کا یوم شہادت ہونا بھی حقائقِ مذکورہ کے تناظر میں درست بنتا ہے۔ البتہ یکم محرم اتوار کی صبح تدفین ہونے کے حوالے سے اس پر اشکال ظاہر ہے کہ اگر شہادت ذوالحج کی آخری تاریخ میں ہوئی تھی تو پھر تدفین میں اس قدر تاخیر کیوں کی گئی؟

مگر یہ کہ اس قول کے قائلین یکم محرم کی صبح تک تدفین کی تاخیر کے قول کیساتھ اتفاق نہ کریں، جیسا کہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہے کیوں کہ انہوں نے یکم محرم کی صبح اتوار کے دن حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے قائلین کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ یکم محرم چاند رات کو آپ کی شہادت ہونے کے قائل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ازالۂ شبہ:

شیخ امام محمد بن عبداللہ دمشقی شافعی الشہیر بابن ناصر الدین متوفی ۸۴۲ھ نے ذوالحج کی آخری تاریخ میں شہادت ہونے کی تصریح کرنے کے باوجود یکم محرم اتوار کی صبح تدفین کی تصریح کی ہے۔

جواباً گزارش یہ ہے کہ امام محمد بن جریر طبری کی وفات ۳۱۰ ہجری میں ہے تو ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے سے متقدمین کا مؤقف بیان کیا ہے جیسا کہ انہوں نے سند کیساتھ حضرت امام اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مؤقف نقل کیا ہے جبکہ ابن ناصر الدین شافعی پانچ سو سال بعد کے لوگوں سے ہیں تو ان کا قول امام طبری کے بیان کی صحت پر کیوں کر اثر انداز ہوسکتا ہے؟

نیز یہ قول فی نفسہ سقیم ہے ملاحظہ کریں:

”طعن صبیحة یوم الاربعاء سبع لیال بقین من ذی الحجة سنة ثلاث و عشرین ومات یوم السبت و دفن صبیحة یوم الاربعاء غرة المحرم سنة اربع وعشرین“

(الاحادیث الاربعون المتباینة الاسانید والمتون، ص ۲۳)

ترجمہ: ”سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدھ کے دن صبح خنجر کیساتھ زخمی کیے گئے جبکہ سنہ 23ھ کے ذی الحجۃ کی سات راتیں باقی تھیں (یعنی ۲۳ ذوالحجہ تھی) اور ہفتہ کے دن آپ کی شہادت ہوئی اور سنہ 24ھ یکم محرم اتوار کے دن صبح کے وقت آپ دفن کیے گئے“

راقم الحروف کہتا ہے اس مضمون کا درست نہ ہونا واضح ہے کیونکہ اگر بدھ کے دن

۲۳ ذوالحج تھی تو ہفتہ کے دن ذوالحج کی آخری تاریخ کیونکر ہو سکتی ہے؟

البتہ اگر ''بقین'' کی جگہ ''مضین'' ہوتا تو مضمون درست ہو جاتا لیکن اس سے امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی تردید پھر بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ انہوں نے اپنے سے پیش رو اہلِ علم کے مؤقف کی وضاحت کی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

اور اگر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہونے کی تاریخ ۲۷ ذوالحج بروز بدھ تسلیم کی جائے تو حقائق مذکورہ کے تناظر میں ذوالحج کی آخری تاریخ کا یوم شہادت ہونا ہرگز ممکن نہیں ہے۔جبکہ یکم محرم کا یوم شہادت ہونا دونوں صورتوں میں درست بنتا ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔ہاں البتہ اگر ذوالحج کا چاند ۳۰ دن کا فرض کر لیا جائے تو پھر بدھ کے دن ۲۷ ذوالحجہ ہونے والے قول پر بھی ذوالحج کی آخری تاریخ کا یوم شہادت ہونا درست ہو جائے گا لیکن جمہور کی رائے کے خلاف ہو گا کیونکہ جمہور کے نزدیک امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیے جانے کی تاریخ ۲۶ ذوالحج ہے اور چاند ۲۹ دن کا تھا۔واللہ تعالیٰ اعلم

آخری گزارشات:

راقم الحروف نے امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم شہادت کے بارے میں وہ دونوں قول ذکر کر دیے ہیں جن میں سے ہر ایک کے قائلین بکثرت ائمۂ کرام اور مؤرخین حضرات ہیں۔اور چونکہ کچھ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم ہونے پر کوئی حوالہ نہیں ہے اس لیے اس پر نسبتاً تفصیلی کلام کیا ہے اور اکابر ائمۂ کرام و مؤرخین حضرات کے گیارہ حوالہ جات پیش کیے ہیں کہ یکم محرم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم شہادت ہے اور ائمۂ کرام و مؤرخین حضرات کی ایک

جماعت کے نزدیک یہ قول راجح ہے۔ اور اہل علم حضرات پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر قطعیت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا لہذا اگر کسی شخص کے نزدیک کوئی بھی دوسرا قول راجح ہو تو پھر بھی وہ اس کی قطعیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جب آپ کی تاریخ شہادت کے بارے میں کسی بھی قول کے قطعی ہونے کا دعویٰ باطل اور مردود ہے تو یکم محرم یوم شہادت ہونے پر اس کثرت سے حوالہ جات موجود ہونے اور اکابر ائمہ کرام کی ایک جماعت کے نزدیک اس کے راجح ہونے کے باوجود یکم محرم یوم شہادت ہونے کی نفی، قطعی اور حتمی طور پر کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ لہذا کوئی بھی صاحبِ عقل وخرد بقائمی ہوش وحواس اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان معروضات کے بعد بھی کوئی شخص یکم محرم یوم شہادت ہونے کی نفی اور انکار پر مصر ہے تو اس کا مرض لاعلاج ہے کیونکہ وہ استعداد وصلاحیت بلکہ عقلِ سلیم کی نعمت سے بھی محروم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واکمل والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مسئلہ افضلیت:

"تحقیق جدید" میں مسئلہ افضلیت کو بھی اہل سنت میں اختلافی مسئلہ ثابت کرنے کی سعی مذموم کی ہے اور بنیادی مواد "زبدۃ التحقیق" نامی کتاب مصنفہ شاہ عبدالقادر صاحب سے حاصل کیا ہے جبکہ شاہ عبدالقادر صاحب کی غلط بیانی اور علمی خیانتیں اور حضرات صحابہ کرام و ائمہ اربعہ و دیگر ائمہ اعلام پر افتراء اور بہتان کی کچھ تفصیل راقم الحروف نے "مناقب الخلفاء الراشدین مع عقائد العلماء الربانیین" میں پیش کر دی ہے اور دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ افضلیت شیخین کریمین سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر تمام اہل سنت کا اجماع اور اتفاق ہے البتہ حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر افضلیت جمہور اہل سنت کا مذہب ہے اور ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم باقی امت سے افضل ہیں۔

جبکہ اس کے برعکس شاہ عبدالقادر صاحب نے زبدہ میں یہ تبلیغ کی ہے کہ قیامت تک ہونے والا ہر فاطمی تمام امت مسلمہ سے افضل ہے (یعنی بشمول حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی افضل ہے) اور ہر فاطمی سے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں یعنی صرف حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی حضرات شیخین کریمین و جملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے افضل نہیں ہیں بلکہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے ہونے والی تمام اولادِ علی اور پھر قیامت تک ہونے والی ان کی اولاد کا ہر فرد باقی تمام امت سے افضل ہے۔

نعوذ باللہ من ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اور شاہ عبدالقادر صاحب نے زبدہ میں یہ تبلیغ بھی کی ہے کہ خلافتِ شیخین کریمین

رضی اللہ عنہما کا انکار کرنے سے بندہ اہل سنت سے خارج نہیں ہوتا۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔
راقم الحروف کہتا ہے اگر خلافتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا انکار بھی رافضیت نہیں ہے تو پھر رافضیت کس چیز کا نام ہے؟

ضروری تنبیہ:

''تحقیق جدید،، کے مصنف نے اپنی اس تحقیق پر شاہ عبدالقادر صاحب سے تقریظ لکھوانے کے لیے اسے لندن بھیجا جیسا کہ شاہ عبدالقادر صاحب کے بیٹے نے اپنی تقریظ میں صراحت کی ہے جو تحقیق جدید کے آخر میں موجود ہے۔اس سے واضح ہوا کہ تحقیق جدید کے مصنف کا عقیدہ بھی وہی ہے جو شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے۔

اور یہ لوگ بدعت اور گمراہی کی تبلیغ کو سنیت کی تبلیغ قرار دے رہے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ ایسی تبلیغ کرنے کے باوجود کلمہ طیبہ پڑھ کر سنی حنفی بریلوی ہونے کا دعویٰ بھی کیا جارہا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے قطعی اور اجماعی ہونے کی تصریحات کی ہیں۔اور خلافتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی حقانیت پر ایمان رکھنا باجماع اہلسنت ضروریاتِ مذہب اہل سنت سے ہے۔

اور ''تحقیق جدید،، میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی افتراء اور بہتان باندھا ہے کہ ان کے نزدیک تمام خلفاء کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھنا اور حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان میں افضل جاننا یہ مسلک بعض علماء اہل سنت کا ہے۔ حالانکہ ان کی جو عبارت فتاویٰ رضویہ سے نقل کی گئی ہے اس کا یہ مطلب ہی نہیں ہے اس بزعم خود محقق کو اسے سمجھنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی۔انہوں نے تو امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا عقیدہ رکھنا اسے بعض علماء اہل سنت

کا مسلک قرار دیا ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ جو شخص ایک واضح اردو عبارت بھی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ اپنے آپ کو شیخ القرآن لکھتا ہے اور جہلاء اسے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا لقب دیتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بہتان اور غلط بیانی کی انتہاء:

اس شخص نے حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک عظیم جماعت پر تفضیل علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھوپا ہے اور اس کے ساتھ درج ذیل دعویٰ کیا ہے:

''قارئین کرام! تواریخ کی تمام کتب دیکھ لیں کہ ان صحابہ کرام کو جو کہ تفضیل علی کے قائل تھے کس کس طرح کے اذیت ناک طریقوں سے شہید کیا گیا''۔

راقم الحروف کہتا ہے: ایسی غلط بیانی چشم فلک نے شاید پہلے نہ دیکھی ہو گی۔ ہمارا چیلنج ہے کہ تاریخ کی تمام کتب تو درکنار صرف وہ کتب جن کے حوالہ جات راقم الحروف کی اس تحریر میں موجود ہیں یعنی تاریخ طبری، تاریخ الاسلام از امام ذہبی، الکامل فی التاریخ، تاریخ الخمیس، البدایہ والنھایہ۔ ان پانچ کتب ہی سے ثابت کر دے، کہ فلاں فلاں صحابی تفضیل علی کے عقیدہ کی وجہ سے شہید کیا گیا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر بہتان عظیم:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر افتراء اور بہتان باندھا ہے کہ آپ نے ائمہ شیعہ سے کسبِ فیض کیا۔ اور آپ شیعہ کی جانب مائل تھے۔

راقم الحروف کہتا ہے: لاحول ولا قوۃ الا باللہ و نعوذ باللہ من شرھم

اس بزعم خود محقق کو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اساتذہ اور عقائد کا علم بھی نہیں ہے۔

ابوزہرہ سے نقل کر کے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے: کیا ابوزہرہ مصری ترجمانِ اہل سنت ہے کہ جو کچھ وہ لکھ دے اس پر اعتماد کر لیا جائے؟ اور پھر کیا وہ غیر مقلدین ترجمانِ اہل سنت ہیں جن سے نقل کر کے امام اعظم رضی اللہ عنہ پر افتراء اور بہتان باندھے جا رہا ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقیدہ کی تحقیق ''مناقب الخلفاء الراشدین،، میں لکھی جا چکی ہے۔

نعرۂ تحقیق پر طعن کی حقیقت:

''تحقیق جدید،، میں نعرۂ تحقیق کے خلاف خوب زہر اُگلا ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے قطع نظر اس سے کہ یہ نعرہ کب سے شروع ہوا اور کس شخص نے اس کا آغاز کیا۔ جب بات سچی ہے اور اس میں عقیدۂ اہل سنت کی ترجمانی ہے کہ چاروں حضرات یارانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ورضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق ہونے کا اعلان اور اظہار ہے۔ اور جو گمراہ لوگ پہلے تین یاروں کو حق نہیں مانتے ان کے نظریہ کی تردید ہے اور جو چوتھے یار کو حق نہیں مانتے ان کی بھی تردید ہے اور عقیدۂ اہل سنت کا بیان ہے تو اس کی مخالفت کا کیا جواز ہے؟ یہ نعرہ ضرور لگایا جانا چاہیے تاکہ خارجیت رافضیت ناصبیت سب کی نفی اور سنیت کا اعلان ہو۔

رہا یہ شبہ کہ اس نعرہ سے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے حق ہونے کی نفی لازم آتی ہے اور ان کی خلافت کا انکار لازم آتا ہے،

تو جواباً گزارش یہ ہے کہ کوئی صاحبِ عقل وخرد بقائمی ہوش وحواس یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس میں پانچویں خلیفۂ راشد کے حق ہونے کی نفی اور ان کی خلافت کا انکار لازم آتا ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے اس گروہ کے مفکر اسلام نے اس مسئلہ پر مناظرہ بھی کیا ہے جبکہ ''زبدۃ التحقیق،، نامی کتاب میں اس نظریہ کی تبلیغ بھی ہے کہ حضرات شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرنے سے بندہ اہل سنت سے خارج نہیں ہوتا۔

راقم الحروف کہتا ہے اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ سے شرم وحیا کے بھی کچھ

تقاضے ہیں انہیں ملحوظ رکھنا بھی لازم اور ضروری ہے۔

ایک طرف یہ تبلیغ ہے کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار بھی کر دیا جائے تو پھر بھی سنیت میں خلل نہیں آتا اور دوسری طرف اس پر اصرار ہے کہ حق چار یار کہنے اور حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا صرف ذکر شامل نہ کرنے پر خارجیت لازم آتی ہے۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔کیسی پیروی ہے خواہشِ نفس کی؟

راقم الحروف کہتا ہے: کافی مجالس میں ''حق علی یا علی،، پکارا جاتا ہے۔کیا اس سے حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے حق ہونے کی نفی لازم آتی ہے یا نہیں؟

اگر تو لازم آتی ہے پھر تو اس کے ناجائز ہونے کا اعلان کریں اور لوگوں کو اس سے منع کریں۔اور اگر نفی لازم نہیں آتی اور یہ کہنا جائز ہے تو پھر حق چار یار کہنے سے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے حق ہونے کی نفی اور ان کی خلافت کا انکار کیونکر لازم آئے گا؟ کچھ تو سچ بھی بولو

راقم الحروف کہتا ہے: اگر تو کہا جاتا: ''حق صرف چار یار،، پھر تو پانچویں خلیفۂ راشد کے حق ہونے کی نفی ہوتی لیکن جب کلمۂ حصر بولا ہی نہیں گیا تو پھر خواہ مخواہ ہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حق ہونے کی نفی ہوگئی۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

راقم الحروف کہتا ہے اگر تو کلمۂ حصر بولے بغیر بھی حصر ثابت ہوجاتا ہے۔تو سوال یہ ہے کہ اہل سنت کے اجتماعات میں ''حق نبی یا نبی،، پکارا جاتا ہے۔تو کیا اس سے باقی تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق ہونے کی نفی ہو رہی ہے؟

پھر تو یہ کلمہ کفر یہ ہونا چاہیے۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔جب نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ''حق چار یار،، کہنے سے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے حق ہونے کی نفی بھی ہرگز لازم نہیں آتی جیسا کہ ''حق علی،، کہنے سے لازم نہیں آتی۔وللہ الحمد۔

اور اگر کسی شخص کی اب بھی تسلی نہیں ہوئی اور وہ اس کے بعد بھی نعرۂ تحقیق ''حق یار چار'' کی مخالفت کرے تو اس کا مرض لاعلاج ہے اس کے لیے ہدایت کی صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حق ہونے کی نفی لازم آنے کا تو محض بہانہ ہے درحقیقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرات شیخین کریمین اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جانا برداشت نہیں ہو رہا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

جشنِ عیدِ غدیر کی بدعت:

بعض لوگ سنی ہونے کے دعویٰ کے باوجود کچھ عرصہ سے اٹھارہ ذوالحجہ کو جشن عیدِ غدیر مناتے ہیں بعض شہروں میں فلیکس اور بینر بھی لگائے گئے۔

جبکہ مشہور قول کے مطابق 18 ذوالحج امیر المؤمنین خلیفہء راشد حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین ﷛ کا یوم شہادت ہے۔

دراصل عیدِ غدیر شیعہ کی اختراع ہے وہ اسے عید اکبر کہتے ہیں اور اسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر بھی فضیلت دیتے ہیں وہ اگرچہ اور بہانہ پیش کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ کی شہادت پر جشن عید ہے جیسا کہ سیدنا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب فاروق اعظم ﷛ کی شہادت پر بھی شیعہ عید مناتے ہیں اور اس دن کو ''یوم العید الاکبر اور یوم البرکۃ'' عید اکبر کا دن اور برکت کا دن کہتے ہیں اور اسے عید بابا شجاع الدین کہتے ہیں۔ اس لیے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم ﷛ کو شہید کرنے والے شقی اور مردود کو شیعہ بابا شجاع الدین کا لقب دیتے ہیں۔ اور یہ عید نویں ربیع الاول کو مناتے ہیں۔ دراصل یہ مجوسیوں کی عید ہے انہیں اسی تاریخ کو سیدنا فاروق اعظم ﷛ کی شہادت کی خبر کی تصدیق ہوئی تھی۔ تو اس دن کو انہوں نے عید منائی اور شیعہ بھی مجوسیوں کی اتباع میں اسی دن عید مناتے ہیں۔ تصدیق کے لیے تحفہ اثنا عشریہ باب نہم کا ابتدائیہ ملاحظہ کریں۔

اب یہ لوگ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کس راہ پر چل رہے ہیں کیا یہ اہل سنت کا راستہ ہے؟ اسلاف کرام کا راستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کرنا دانشمندی ہرگز نہیں ہے۔ کیا کسی سنی سے امید کی جاسکتی ہے کہ خلیفہء راشد امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین ﷛ کی شہادت کے دن جشن عید منائے؟ اس عید کا نام جو بھی رکھے۔

راقم الحروف کہتا ہے: جب خلیفۂ راشد امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم اور خلیفۂ راشد امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ اور خلیفۂ راشد امیر المؤمنین حضرت حسن مجتبیٰ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی کی بھی شہادت کے دن عید منانے والا بالیقین منافق اور گمراہ ہے تو خلیفۂ راشد امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن جشن عید منانے والا کیونکر سنی ہوسکتا ہے؟

اگر اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کے تقاضے ہی ملحوظ خاطر رکھیں تو اٹھارہ ذوالحج کو جشن عید غدیر کی جرأت کبھی نہ کریں ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ عوام الناس کو گمراہ نہ کریں اور سچی توبہ کر کے حقیقی سنیت اپنائیں کہ وہی صراط مستقیم ہے اور وہ اسلاف کرام حضرات صحابہ کرام ومن بعدہم علماء ربانیین کے نقش قدم پر چلنے سے نصیب ہوگی اس لیے کہ وہی نفوس قدسیہ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے وارث ہیں۔ اگر یہ لوگ صرف اس بات پر ہی غور کر لیتے کہ حضرات اسلاف کرام علماء ربانیین سنی سادات میں کسی نے یہ فعل نہیں کیا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ہم سادات کرام کے راستے کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کر چکے ہیں۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیھم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حررہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی

نذیر احمد السیالوی عفی اللہ تعالیٰ عنہ

ورزقہ واحبابہ حسن الخاتمۃ

خادم الجامعۃ المحمدیۃ المعینیۃ فیصل آباد پاکستان

محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

مختصر تعارف

مناقب الخلفاء الراشدین مع عقائد العلماء الربانیین

بفضلہٖ تعالیٰ مصنف کے قلم سے عقائد اہلسنت کی ترجمان عظیم کتاب اگست ۲۰۱۷ء سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔

جس میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی باقی تمام امت مسلمہ پر افضلیت اور بعداز انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام تمام انسانوں پر حضرات شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق وسیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت قطعی ثابت کی گئی ہے۔اور اس حقیقت کو بھی ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع ہے۔

اور حضرات اکابرو مجتہدین تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک یہ افضلیت قطعی ہے اور جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ أفضل الامت ہیں اور انکے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الامت ہیں۔اوران جمہور میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں بحمدہ تعالیٰ (۳۰) سے زیادہ آپ کے ارشادات عالیہ پیش کیے گئے ہیں حضرات ائمۂ اربعہ کی تصریحات بھی پیش کی گئی ہیں۔اور ارشادات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت پر تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع اور اتفاق ہے اور بعض صحابۂ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر انکارِ افضلیت و انکارِ خلافت شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے افتراء اور بہتان کی حقیقت بھی واضح کی گئی ہے۔

افضلیت وخلافتِ شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اہل سنت میں اختلافی مسئلہ قرار دینے والوں کی غلط بیانی اور علمی خیانتوں کی تصدیق کے لئے اسلافِ کرام کی متعدد کتب کے عکسی صفحات بھی پیش کیے گئے ہیں، اور اسلاف کرام کی براءت ثابت کی گئی ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب کی زبدۃ التحقیق نامی کتاب میں دھاندلی کی حقیقت بھی واضح کی گئی ہے۔اور حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی افضلیت بیان کرنے والی حدیثِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر طعن کے تفصیلی جوابات دیے گئے ہیں اور تفضیلیہ کے دیگر شبہات ومغالطات کثیرہ کا ازالہ بھی کیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث کے خلاف غلو اور افراط پر مبنی عقائد کو مذہبِ اہل سنت قرار دینے کی سعی مذموم کی خوب خبر لی گئی ہے۔اور بعد از حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت کرنے والی حدیثِ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور افضلیت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل کے لئے حدِ مفتری والی حدیثِ مرتضوی کی صحت پر مفصل کلام کیا گیا ہے اور دیگر احادیث کثیرہ کی فنی حیثیت بھی بیان کی گئی ہے حتی کہ بعض اکابر علمائے اہل سنت نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا:

مسئلۂ افضلیت اور خلافتِ شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنھما پر اجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ایسی تحقیقی کتاب مارکیٹ میں پہلے نہیں ہے۔ وللہ الحمد